

Woh ek Junoon Tha Novel by Shamila Mughal

Posted on Kitab Nagri



اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

whatsapp No : 0316-7070977

# شما ملہ مغل

”پر میں تم سے محبت نہیں کرتی۔۔۔۔۔ ڈر لگتا ہے مجھے تم سے اور تمہاری محبت سے“۔۔۔۔۔ اس نے اس شخص کی گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

\*\*\*\*\*

”سرے آئی کم ان“۔۔۔۔۔ آنے والے کی نظر سیدھی اس پہ پڑی تھی جو فرسٹ کرسی پہ دروازہ کھٹکنے کے شور یہ پل بھر کیلئے اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔



آنے والا شخص اس کے پہلو سے گزرتا ہوا آخری سیٹ پہ پر جمان ہوا تھا۔ لیکچر ختم ہوتے ہی فرحان اس کے سر ہو لیا تھا۔

”اے بھی! نہ دس دن بھی نہیں ہوئے کلاسز شروع ہوئے اور تم نواب ایک ہفتے بعد آرہے ہو۔۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ باندھے اس کے سر پر کھڑا سے گھور رہا تھا۔

زوفنون نے پل بھر کو اس کی طرف دیکھا تھا لیکن دوسرے ہی پل وہ پھر سے اپنی کتاب کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

”اوبھائی تجھ سے بات کر رہا ہوں“۔۔۔۔۔ فرحان اسکے کندھے کو تھپکتے ہوئے بولا تھا۔

”یار تم کچھ دیر خاموش نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔ بندہ پریشان بھی ہوتا ہے“۔۔۔۔۔ زوفنون نے جھوٹ

موٹ کا غصہ دکھایا تھا اسے۔

Kitah Nagri

”اتنے تم پریشان۔۔۔۔۔ او بھائی تمہیں پتہ ہے کتنا سلیبس کو رکوڑا دیا ہے سرنے۔۔۔۔۔ وہ اسکی کتاب اسکے ہاتھ سے کھینچ چکا تھا۔

”یار۔۔۔۔۔ کتاب تو واپس کر دو“۔۔۔۔۔ اس نے فرحان سے کتاب چھیننے کی ناکام کوشش کی تھی کیونکہ وہ اسکے پکڑنے سے پہلے ہی اسے ہوا میں اچھال دیتا تھا۔



Posted on Kitab Nagri

”ایک شرط پہ دوں گا۔۔۔۔۔ مجھے لچ کروانا پڑے گا۔۔۔۔۔ منظور ہے تو بتاؤ“۔۔۔۔۔ فرحان نے موقعے کا پورا فائدہ اٹھایا تھا۔ زوفنون نے ثبات میں سر ہلایا تب فرحان نے اسے کتاب واپس کی۔ جس پر زوفنون نے شکر کا سانس لیا۔

\*\*\*\*\*

وہ جب یونیورسٹی سے واپس آئی تو سلام کرنے کے بعد سیدھے ہی سیڑھیاں چڑھنے کو تیار تھی جب ماں جان کی آواز نے قدموں کو جکڑا تھا۔

”مسفرہ۔۔۔۔۔ بیٹے ادھر آؤ“۔۔۔۔۔ وہ اتنی تھکی ہوئی تھی کہ ادھر جاننا دشوار معلوم ہوا تھا پر وہ اپنی تھکن کو ایک طرف رکھتے ہوئے بھاری بھاری قدم اٹھاتی ہوئی گئی تھی۔

”جی ماں جان۔۔۔۔۔“۔۔۔۔۔ وہ شاید ماں جان کو کچھ کہنے والی تھی مگر صوفیہ پہ بیٹھی آنٹی کو دیکھ کر وہ خاموشی ہو گئی تھی اور ادب سے سلام کرنے کے بعد آنٹی کے اشارے پہ انکے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

”جب میں پچھلی بار آئی تھی تب بامشکل ہی میری کہنی تک آرہی تھی۔۔۔۔۔ اور اب دیکھو ماشاء اللہ سے کتنی بڑی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اوپر والا نظر بد سے بچائے“۔۔۔۔۔ وہ اسکے سر پہ پیار دیتے ہوئے بولی تھیں۔

”تو آپکو آئے ہوئے بھی تو سات سال ہو گئے ہیں باجی“۔۔۔۔۔ زبیدہ یعنی مسفرہ کی ماں جان نے انہیں بچہ میں ہی ٹوکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

”ہاں۔۔۔۔۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے مگر کیا کروں اس دوران ایک بار بھی پاکستان چکر نہیں لگا۔۔۔۔۔ تم جانتی تو ہو نعمان کہاں مجھے آنے جانے دیتا ہے۔۔۔۔۔ پہلے اسکی پڑھائی چل رہی تھی اور اب اسکی نوکری۔۔۔۔۔ مجھ سے تو کہہ رکھا تھا اسنے کہ امی جب تک میری پڑھائی پوری ہونے کے بعد نوکری نہیں لگ جاتی آپ کہیں نہیں جائیں گی۔۔۔۔۔ اب بھی بڑی مشکل سے آنے دیا ہے اسنے“۔۔۔۔۔ انہوں نے بات کرتے ہوئے ایک بار بھی مسفرہ کے ہاتھوں کو نہ چھوڑا تھا۔

”چلیں شکر ہے مان تو گیا آپکا لاڈلا“۔۔۔۔۔ انہوں نے طنز کا تیر چھوڑا تھا۔ جانتی تھیں کہ صرف بات بنا رہی ہے وہ ورنہ جب پچھلی بار انکے بھائی ملنے آئے تھے اپنی فیملی کے ساتھ ترکی سے تو انہوں نے بتایا تھا کہ وہ دو بار آچکی تھی پاکستان۔ جس طرح وہ مسفرہ کے ہاتھ پکڑے بیٹھی تھیں اور جس انداز سے وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھیں انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ اب بھی وہ کسی خاص کام سے ہی آئیں ہیں۔

”اچھا تو مسفرہ بیٹا کونسی کلاس میں پڑھتی ہو“۔۔۔۔۔ وہ اب پھر سے اسکی طرف متوجہ ہو گئیں تھیں۔ مسفرہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے اور جا کر سو جائے۔ چہرے پہ جھوٹ موٹ کی مسکراہٹ سجائے بس بیٹھی رہے اسی انتظار میں کہ ماں جان کب اسے کمرے میں جانے کا کہیں۔

”میں بی۔ ایس کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ اور میرا آخری سمسٹر ہے۔۔۔۔۔ ماں جان میں اپنے کمرے میں جاؤں۔۔۔۔۔ بہت تھک گئی ہوں“۔۔۔۔۔ جب ماں جان کی طرف سے بلاوانہ آیا تو اسے خود ہی تگ و دو کرنی پڑی۔

\* \* \* \* \*

جیسے ہی وہ اسکے تھوڑا سا قریب پہنچی کسی کی بہت ہی مسحور کن آواز نے اسے اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا۔



”مسفرہ۔۔۔۔۔ مسفرہ“۔۔۔۔۔ وہ آواز تو اسکے کانوں سے ٹکرا رہی تھی پر اسے کوئی دور دور تک بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ اور بھی ڈر گئی تھی۔

”میں یہیں ہوں مسفرہ۔۔۔۔۔ تمہارے بہت پاس“۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی کسی نے اسکے کندھے کو تھاماتھا۔  
خوف نے اسکے پورے وجود کو جکڑ لیا تھا۔ وہ ہلنے کی کوشش کر رہی تھی مگر بے سود۔ بہت تگ و دو کے بعد جب اسنے پلٹ کر اسے دیکھنے کی کوشش کی تو اسکی آواز اسکے حلق میں ہی کہیں گم ہو گئی۔ وہ صرف ایک کالا سایہ تھا  
صرف کالا سایہ۔

\*\*\*\*\*

"مسفرہ میری جان کیا ہوا ہے؟"۔۔۔۔۔ ماں جان نے آتے ہی اسے گلے سے لگا لیا تھا۔

---

”ما۔۔۔۔۔ں۔۔۔۔۔ماں۔۔۔۔۔ج۔ج۔۔۔جان۔۔۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے“۔۔۔۔۔وہ مسلسل کانپ رہی تھی۔

”ہوا کیا ہے مسفرہ؟“۔۔۔۔۔ وہ مضطرب سی ارشد صاحب کی طرف دیکھنے لگیں۔

”کیا ہو امیری بیٹی کو ہاں؟“۔۔۔۔۔ وہ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے گویا ہوئے تھے۔

”باباجان میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ مجھے لے جائے گا۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ مجھے لینے آیا ہے۔۔۔۔۔۔“ وہ بات کرتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

”ارے۔۔۔۔۔ بیٹا ہم لوگ تو ڈر ہی گئے تھے کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا۔۔۔۔۔ لو خواب دیکھ کر ڈر گئی ہماری بیٹی زبیدہ“۔۔۔۔۔ اوپر سے تو وہ اسکی بات پر ہنس دیے تھے مگر اصل میں وہ اندر سے ڈر گئے تھے کہیں وہی تو نہیں ہونے والا جو اتنے سالوں پہلے وہ ماضی میں دفن کر چکے تھے۔ مگر اسکے لفظ آج بھی انکے دماغوں میں نقش تھے۔

”بیٹا کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔۔۔ تم نے ضرور کوئی ڈراونی مووی دیکھ لی ہو گی سونے سے پہلے۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی بیٹا ایسے خواب شیطانی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ ڈرو نہیں سو جاو آیت الکرسی پڑھ کے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ اس کے چاچو نے اسے حوصلہ دیا تھا۔

”ماں جان۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔وہ بہت ڈراونا لگا تھا مجھے۔۔۔۔۔وہ بس ایک کالا سایہ تھا۔۔۔۔۔اسکا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا نہ آنکھیں نہ چہرہ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ماں جان آپ میرے ساتھ سو جائے پلیز“۔۔۔۔۔وہ ان کے ساتھ چمٹے جا رہی تھی۔

”لیس بھا بھی آپکی کڑی ٹھیک ہو گئی۔۔۔۔۔ چلیں اب ہم بھی چلتے ہیں سونے“۔۔۔۔۔ جاتے ہوئے بھی وہ اسکی چٹیا کھینچنے سے باز نہیں آیا تھا۔ سب اپنے کمروں میں جا کر سو گئے۔ مسفرہ بھی ماں جان سے لگی سو گئی پر ماں جان ایک سیکنڈ کیلئے بھی نہ سو سکیں۔

\* \* \* \* \*

صبح سب کو ناشتہ کروانے کے بعد جب ماں جان اوپر چھت پر سے سوکھے ہوئے کپڑے لیے کمرے میں آئیں تو دیکھا کہ ارشد صاحب بیڈ کی ڈھوسے ٹیک لگائے لیٹنے کے انداز میں اخبار پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کپڑے بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ رکھے اور انکے پیروں کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔

”آپ کو کیا لگتا ہے ارشد کہ مسفرہ نے جورات کو خواب میں دیکھا ہے کیا یہ کسی آنے والے طوفان کی کوئی نشانی تھی یا پھر کوئی پشین گوئی۔۔۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ انکے ہاتھ یاوں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔



Posted on Kitab Nagri

”تم کیوں ڈرتی ہو زبیدہ۔۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے اور نہ ہی ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ وہ جو تھا وہ ماضی تھا۔۔۔۔۔ جو بارہ سال پہلے دفن ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اب ایسا کچھ نہیں ہے“۔۔۔۔۔ وہ سیدھے ہو بیٹھے تھے۔

”اگر وہ واپس آ گیا تو۔۔۔۔۔ آپ نے اس کے الفاظ نہیں سنے تھے۔۔۔۔۔ وہ وہی الفاظ تھے جو اس نے جاتے ہوئے بولے تھے“۔۔۔۔۔ وہ مضطرب سی ہو گئی تھیں۔

”وہ ہماری بیٹی کو لے جائے گا ارشد“۔۔۔۔۔ وہ رونے لگی تھیں۔

”تمہیں کیا ہو گیا ہے زبیدہ۔۔۔۔۔ یہ صرف تمہارا وہم ہے۔۔۔۔۔ کوئی ہماری بیٹی کو ہم سے دور نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ اس لئے پریشان مت ہو تم۔۔۔۔۔ اوپر والا سب اچھا کر گا“۔۔۔۔۔ انہوں تسلی دی تھی انہیں۔

وہ انہیں سمجھا ہی رہے تھے جب فون کی گھنٹی بجی تھی۔ فون کی سکرین کو دیکھ کر ماتھے پہ بل آئے تھے اور چہرے پہ پریشانی کے اثرات بھی۔

www.kitabnagri.com

”کون؟۔۔۔۔۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں؟“۔۔۔۔۔ انجانا نمبر دیکھ کر پریشانی نے آگھیرا تھا انہیں۔ پر فون کی دوسری سائیڈ سے بولنے والے کی بات سن کر جھٹکا لگا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”ہم آتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ لوگ بس انکے پاس ہی رہیے گا“۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی انہوں نے فون بند کیا تھا۔

\*\*\*\*\*

www.kitabnagri.com

”اے۔۔۔۔۔ تم نے کیوں کھا لیا اسکے حصے کا اور اسنے تمہیں ہی کیوں دیا یہ“۔۔۔۔۔ حیا نے اسکے پیٹ میں کہنی ماری تھی۔

Posted on Kitab Nagri

”یار تمہیں پتہ تو ہے کہ مجھے گلاب جامن کتنا پسند ہے۔۔۔۔۔ اب بیچارے نے آفر کیا تو میں اسکا دل تھوڑی نا توڑ سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولی تھی۔ اس بات سے انجان کے کوئی مسلسل اسے اپنی گہری نظروں کی گرفت میں لیے ہوئے ہے۔

\*\*\*\*\*

وہ یونیورسٹی سے آتے ہی شدید بھوک کی وجہ سے دھائی دینے لگی تھی۔

”ماں جان۔۔۔۔۔ آپکو پتہ بھی ہے کہ مجھے کتنی بھوک لگی ہوتی ہے جب میں یونی سے آتی ہوں۔۔۔۔۔ لیکن آج پھر سے کچن میں کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے سوائے پھلوں کے“۔۔۔۔۔ آج پھر سے ہاٹ پاٹ میں روٹی نہ دیکھ کر اسے تپ چڑھ گئی تھی۔

”آپ یہاں بیٹھی ہیں اور میں کب سے آپکو آواز۔۔۔۔۔“ وہ انہیں ڈھونڈتی ہو ہی انکے کمرے میں ہی چلی آئی تھی پر انہیں روتا دیکھ کر اسکی زبان کو بریک لگی تھی۔

”ماں جان۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے؟۔۔۔۔۔ آپ روکیوں رہی ہیں؟“۔۔۔۔۔ انہیں روتا دیکھ اسکے چہرے پہ پریشانی کے اثرات نمودار ہوئے تھے۔

”مسفرہ۔۔۔۔۔ مسفرہ وہ۔۔۔۔۔“ انہوں نے ایک دم سے اسے اپنے سینے سے لگالیا تھا۔

”ہاں بتا ہیں۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے آپ کیوں اتنا رو رہی ہیں؟“۔۔۔۔۔ اب اسے حیرت ہونے لگی تھی کیونکہ آج سے پہلے اسنے انہیں کبھی ایسے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔





”گستاخی معاف سردار پر انکا کہنا ہے کہ یہ رشتہ سردار جہیل یعنی آپکے والد نے جوڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس دوران اسنے ایک بار بھی اسکی آنکھوں جھانکنے کی جرات نہیں کی تھی۔

”گستاخی معاف سردار پر انکا کہنا ہے کہ اگر آپ نے اپنا فیصلہ نہیں بدلے تو وہ۔۔۔۔۔۔۔“ وہ بتاتے بتاتے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ کرسی پہ بیٹھا وجود اپنی نشست سے اٹھ گیا تھا۔ اشتعال سے اسکی دماغ کی نسین تن گئی تھیں۔ وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا تھا۔

”نہیں تو کیا کرے گا وہ۔۔۔۔۔ پوری بات بتاؤ۔۔۔۔۔ جلدی“۔۔۔۔۔ وہ لفظوں کو چباتے ہوئے بولا تھا۔ وہ اس سے پانچ چھ قدم کی دوری پہ کھڑا تھا لیکن زرفان پھر بھی بری طرح کانپ رہا تھا۔

”گستاخی معاف سردار لیکن۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ بامشکل ہی اپنی بات پوری کر پایا تھا۔

”کیا۔۔۔۔۔ ہم سے جنگ کرے گا وہ“۔۔۔۔۔ اس نے ایک زوردار طنزیہ قہقہہ لگایا تھا۔

\* \* \* \* \*



”ارے یار میں مزاق نہیں کر رہی۔۔۔۔۔ قسم سے یہ سچ ہے۔۔۔۔۔ اس شخص کا کہا ہوا ایک ایک لفظ میرے دماغ میں نقش ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ ہر وقت مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ میرے ارد گرد ہے۔۔۔۔۔ یہیں کہیں۔۔۔۔۔ وہ کھوئی ہوئی سی چہرے یہ بلا کی سنجیدگی سجاتے ہوئے بولی تھی۔

”تو اس میں کونسی بڑی بات ہے۔۔۔۔۔ ایسے خواب آجایا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اس سب کو چھوڑ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری تیاری کیسی پیپرز کی“۔۔۔۔۔ حیا اسکا دھیان بٹانے کو بولی تھی۔

”یاریسے آپس کی بات ہے یہ جو زوفنون ہے نہ مجھے ہی ایسا لگتا ہے یا پتہ نہیں تم نے بھی محسوس کیا ہے یا نہیں کہ جب دیکھو یہ مسفرہ کی ہی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے“-----کنز انا نچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی اسکی طرف۔

”ہاں یار میں نے بھی محسوس کیا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ مجھے تو اسی دن شک ہو گیا تھا۔ جس دن اس نے اسے اپنے حصے کی مٹھائی آفر کی تھی“۔۔۔۔۔ وہ کافی دنوں سے یہ محسوس کر رہی تھی۔

”تم دونوں تو پاگل ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایویں رانی کا پہاڑ بنا لیا ہے تم دونوں نے“۔۔۔۔۔ اسنے لتاڑا تھا ان دونوں کو۔

[illegible]

\* \* \* \* \*

”میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اگر اسکی شادی ہو جائے گی تو وہ کبھی اسے نہیں لے جاسکے گا۔۔۔۔۔ آپکو یاد نہیں اس بابا کی بات انہوں نے کہا تھا کہ اگر ہم اسکے آنے سے پہلے اسکا نکاح کسی اور سے کر دیں گے تو وہ اسے نہیں لے جایاے گا۔۔۔۔۔۔۔ ان کی آنکھوں میں اپنی بیٹی کو کھو دینے کا خوف صاف چھلک رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

”آپکو کس چیز کا ڈر ہے۔۔۔۔۔۔ وہ اسکا ماضی تھا۔۔۔۔۔۔ جاچکا ہے وہ۔۔۔۔۔۔ اب کبھی نہیں آئے گا وہ۔۔۔۔۔۔ آپ تسلی رکھیں“۔۔۔۔۔۔ وہ ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے تحمل سے بولے تھے۔

”آپکو میری بات سمجھ کیوں نہیں آرہی۔۔۔۔۔۔ وہ گیا نہیں تھا وہ بھیجا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اور آپکو کیا لگتا ہے کہ وہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔۔۔۔۔۔ آپ نے اسکا جنون دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ اس کے الفاظ یاد ہیں آپکو“۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے کانپنے لگی تھیں۔ جیسے کسی کی آواز نہ سننے کی کوشش کر رہی ہوں۔ پر وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ چاہے جتنی مرضی کوشش کر لیں وہ اس آواز کو اپنی سماعتوں سے ٹکرانے سے نہیں روک سکتیں۔

”ذبیہ وہ ماضی تھا۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔ تم اطمینان رکھو۔۔۔۔۔۔ ہماری بیٹی کے ساتھ اب ایسا کچھ نہیں ہوگا“۔۔۔۔۔۔ وہ انہیں ہر طرح سے یقین دلانے میں ناکام ہو رہے تھے۔

”نہیں۔۔۔۔۔۔ مجھے اطمینان نہیں آئے گا تب تک جب تک وہ محفوظ نہیں ہو جاتی۔۔۔۔۔۔ میرے کانوں میں آج تک وہ بھاری اور خوفناک آواز گونجتی ہے۔۔۔۔۔۔ اس کے وہ الفاظ۔۔۔۔۔۔ ”میں آؤں گا۔۔۔۔۔۔ میں واپس آؤں گا۔۔۔۔۔۔ مسفرہ صرف میری ہے۔۔۔۔۔۔ میں اسے یہاں سے لے جاؤں گا۔۔۔۔۔۔ میں آؤں گا واپس۔۔۔۔۔۔ تم لوگ جو مرضی کر لو۔۔۔۔۔۔ مجھے زیادہ دیر اس سے دور نہیں رکھ سکتے“۔۔۔۔۔۔ یہ الفاظ مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتے“۔۔۔۔۔۔ انہوں نے اس کے وہ الفاظ دہرائے تھے جو وہ جاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

”میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ بھاڑ میں جائے پڑھائی۔۔۔۔۔ آپ اسکے لیے رشتہ ڈھونڈیں“۔۔۔۔۔ وہ حکم دینے کے انداز میں بولیں تھیں۔

”رشتہ کیا پیڑپہ لگے ہیں۔۔۔۔۔ اور آج کل اتنی جلدی اچھے رشتے کہاں سے ملتے ہیں۔۔۔۔۔ اور تم تو جانتی ہونا میرا کوئی بہن بھائی اور نامہارا۔۔۔۔۔ تم تھوڑا صبر رکھو میں رشتے والے کہتا ہوں“۔۔۔۔۔ انہیں آخر کار ان کی بات ماننی پڑی تھی۔

\*\*\*\*\*

وہ اپنے بیڈ پہ لیٹی ایک بازو اپنے ماتھے پہ رکھے اور دوسرا بازو اپنے پیٹ پہ رکھے حیا اور کنز کی باتوں میں سچائی تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کھلی کھڑکی سے آنے والی رات کی ٹھنڈی ہوا اور بدر کی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھنے والی تیز روشنی نے کمرہ کو روشن کر رکھا تھا۔

”کیا وہ دونوں ٹھیک کہہ رہی تھیں یا بس مجھے تنگ کرنے کیلئے ایسا بول رہی تھیں“۔۔۔۔۔ اسکا دماغ ان دونوں نقطوں پہ جنگ کر رہا تھا۔

www.kitabnagri.com

”مسفرہ۔۔۔۔۔ مسفرہ۔۔۔۔۔“۔۔۔۔۔ اچانک سے آنے والی اس آواز نے جنگ کا اختتام کیا تھا۔ اسکا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔

”کک۔۔۔۔۔ کک۔۔۔۔۔ کون ہے؟“۔۔۔۔۔ وہ کانپتی ہوئی آواز سے بولتی بیڈ پہ اٹھ بیٹھی تھی۔



Posted on Kitab Nagri

”مسفرہ۔۔۔۔۔ میں ہوں۔۔۔۔۔ میرے پاس آؤ۔۔۔۔۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔۔۔۔۔ مسفرہ۔۔۔۔۔“ اسکی سماعتوں سے مسلسل ٹکرانے والی وہ آواز اسے پاگل کرنے لگی تھی۔

”کون ہو تم۔۔۔۔۔ کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔۔۔۔۔ سامنے کیوں نہیں آتے۔۔۔۔۔ وہ اب حلق کے بل چیخی تھی۔

”میں یہیں تو ہوں تمہارے پاس۔۔۔۔۔ بہت پاس۔۔۔۔۔ تم میری امانت ہو مسفرہ۔۔۔۔۔ مجھ سے ڈرو نہیں۔۔۔۔۔ میرے پاس آ جاؤ۔۔۔۔۔“ جانے اچانک سے اسے کیا ہوا تھا وہ اس آواز کے سحر میں اب کھونے لگی تھی۔

”کون ہو تم؟۔۔۔۔۔ تمہاری آواز کتنی خوبصورت اور میٹھی ہے۔۔۔۔۔ اس آواز نے اسکے دل کو جکڑ لیا تھا۔ پردماغ کہہ رہا تھا کہ یہ کیا بول رہی ہو۔ وہ کھنچنے لگی تھی اس آواز کی طرف۔

”میں نے تمہارا بہت انتظار کیا ہے مسفرہ۔۔۔۔۔ میرا انتظار ختم کر دو۔۔۔۔۔ میرے پاس آ جاؤ۔۔۔۔۔ مجھے مکمل کر دو۔۔۔۔۔“ وہ اب اس آواز کے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھی۔ چلتے چلتے وہ گھر کے کھلے صحن میں آگئی تھی جہاں سے تاروں اور روشنی پھلاتا پورا چاند نظر آ رہا تھا۔ وہ سامنے زمین پہ پھیلے سایے میں کھڑا تھا۔ بالکل ایک سایہ جیسا لگ رہا تھا۔ صحن میں کوئی درخت نہیں تھا ہاں البتہ پودوں کے گملے بڑے ترتیب سے پڑے ہوئے تھے۔

\*\*\*\*\*

www.kitabnagri.com

Page 22



”کیا بولے جا رہی ہو ذبیہ۔۔۔۔۔ کون تھا یہاں“۔۔۔۔۔ انکی حالت دیکھ کر فکر ہونے لگی تھی انہیں مگر انکے لفظوں کی سمجھ نہیں لگ پار ہی تھی۔

”یہاں کوئی نہیں ہے۔“۔۔۔۔۔ انہیں ذبیدہ کی ذہنی حالت پہ شک ہونے لگا تھا۔

”نہیں وہ یہیں ہے۔۔۔۔۔ میں نے آواز سنی ہے اسکی۔۔۔۔۔ وہ یہیں کھڑا مسفرہ سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ انہیں کھینچ کر اس جگہ لے آئی تھیں جہاں مسفرہ کھڑی اس سے باتیں کر رہی تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں واپس آگیا ہوں۔۔۔۔۔ کہا تھا نہ میں نے تم لوگوں سے کہ میں واپس آؤں گا۔۔۔۔۔ میں آگیا ہوں واپس۔۔۔۔۔ تم لوگوں کے دم درو مجھے زیادہ دیر تک روک نہیں سکتے تھے۔۔۔۔۔ اور اب میں اپنی امانت واپس لے کر جاؤں گا“۔۔۔۔۔ وہ تاسف سے سر ہلاتا ہوا طنز کر رہا تھا۔ پھر اچانک وہ ہنستا ہوا غائب ہو گیا۔ اپنا فیصلہ انہیں سناتا وہ انکی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ وہ خود تو چلا گیا تھا مگر اپنے آنے کا ثبوت دے گیا تھا انہیں جو منہجند سے کھڑے تھے۔

\*\*\*\*\*

رات والا واقعہ نے دونوں کو خاموش کر دیا تھا۔ بنا تو وہ پراٹھے رہی تھیں ناشتہ کیلئے۔ مگر دھیان کہیں اور ہونے کی وجہ سے کئی دفعہ ہاتھ جل گیا تھا انکا۔

”بھابھی کیا بات ہے۔۔۔۔۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کہاں کھوئی ہوئی ہیں  
آپ۔۔۔۔۔ تیسری بار ہاتھ جلا لیا ہے آپ نے اپنا“۔۔۔۔۔ سعدیہ انہیں کب سے نوٹ کر رہی  
تھی۔ سعدیہ چچی تھی انکی۔

”امی بن گیا میرا پر اٹھا؟“۔۔۔۔۔ موسیٰ چوتھی بار آیا تھا پوچھنے۔

”نہیں۔۔۔۔۔ ابھی نہیں بنا موسیٰ۔۔۔۔۔ تم چلو میں لے کر آتی ہوں“۔۔۔۔۔ بات اس سے کر رہی تھی پر نظریں انہی کے چہرے پہ تھیں۔

”چلوووووووو جی۔۔۔۔۔ ابھی تک بنا ہی نہیں پڑا تھا۔۔۔۔۔ لگتا ہے کل تک بن ہی جا ہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چلو جی کو لمبا کھینچتا ہوا بولا تھا۔

”موسیٰ! میں نے کہا ہے نہ کہ جاو۔۔۔۔۔ میں لے کر آتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ اسے تھوڑا گھورتے ہوئے بولی تھی۔

”اب نہ آپ لوگ خود ہی کر لینا ناشتہ میں نہیں کر رہا۔۔۔۔۔۔ جارہا ہوں میں سکول۔۔۔۔۔۔ اس پر اٹھے  
کے چکر میں اب مزید لیٹ نہیں ہو سکتا“۔۔۔۔۔۔ وہ اسے پیچھے سے آواز دیتی رہ گئی مگر وہ اپنی بات مکمل  
کر تا وہ وہاں ایک سیکنڈ بھی نہیں ٹھہرا تھا۔

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱



”بھائی کیا بات ہے اندر نا تو بھا بھی کچھ بتا رہی ہیں اور نا ہی آپ کچھ بتا رہے ہیں“----- وہ ان کے پاس آکر بولی تھی اور اظہر کو کہنی سے ٹھوکا دیا تھا کہ وہ پھر سے پوچھے۔

”اظہر۔۔۔۔۔ اظہر مجھے سمجھ نہیں آرہی میں کیسے۔۔۔۔۔ میں بتاؤں کیا آخر تمہیں“۔۔۔۔۔ وہ پھر سے اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئے تھے۔

”بھائی پھر بھی بتائیں تو“۔۔۔۔۔ اب اسے پریشانی ہونے لگی تھی۔

[illegible]

”کون بھائی صاحب۔۔۔۔۔ کون واپس آگیا ہے“۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔

”وہی۔۔۔۔۔ جس نے اتنے سالوں پہلے ہم سب کی زندگیوں کو اجیرن بنا دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنا بول کر خاموش ہو گئے تھے۔ لیکن اظہر کے ماتھے پہ بل آگئے تھے بات سن کر۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ لیکن اسکے پہلو میں کھڑی عورت اس سب سے ابھی بھی انجان تھی۔

\* \* \* \* \*

Posted on Kitab Nagri

وہ جب صبح اٹھی تو رات والا واقعہ اسے بھول چکا تھا۔

وہ ہاتھ منہ دھو کر نیچے آئی تو دیکھا کہ سب ناشتہ کر چکے تھے۔ وہ آج لیٹ اٹھی تھی کیونکہ آج ہفتہ تھا اس لیے اسے چھٹی تھی۔ ناشتہ کرنے کے بعد وہ ماں جان کو تلاش کرتے کرتے اپنی چچی کے کمرے میں پہنچی تھی۔

”چچی۔۔۔۔۔ ماں جان کہاں ہیں؟۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں بھی نہیں ہیں وہ۔۔۔۔۔ اس سے پوچھتے ہوئے اسکی نظر باتھ روم سے نکلنے والے اظہر پہ پڑی تھی جو بنیان اور ٹراورز میں ملبوس تھا۔

”ارے تم کیسے آج ہمارے کمرے کا رستہ بھول گئی۔۔۔۔۔ وہ طنز کرتا ہوا بولا تھا۔

”ایسا تو کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ پہلے آپ تو مجھے بتائیں نہ کہ آپ آج گھر کیا کر رہے ہیں؟۔۔۔۔۔ وہ اپنی چچی کے پاس ہی بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی۔

”بھئی آج میرا دل نہیں کیا جانے کو تو نہیں گیا۔۔۔۔۔ بس آج دل کر رہا تھا کہ بس اپنی خوبصورت بیوی کے پاس رہوں اسے ٹائم دوں۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے ہی رومینٹک ہو رہا تھا۔ سعدیہ کا ہاتھ پکڑ کے اسنے اپنے سینے سے لگا لیا تھا جو کب سے منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

”اوے ہوئے۔۔۔۔۔“ وہ سیٹی بجاتی عیش عیش کر اٹھی تھی۔

”پتہ ہے مجھے کتنا کو دل کر رہا ہے آپکا میرے پاس رہنے کو۔۔۔۔۔ وہ اسے لتاڑتی اپنے بیٹے کو اٹھائے کمرے سے باہر چلی گئی۔ اظہر نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

”یہ ادھر کا موسم کیوں اتنا گرم ہے چاچو؟۔۔۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بولی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

”ارے کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ مجھے کہہ رہی تھی کہ میں اسے اسکے میکے لے جاؤں آج۔۔۔۔۔۔ میں نے آرام کرنے کیلئے چھٹی کی ہے آج۔۔۔۔۔۔ اگر اسے لے کر جاؤں گا تو آنے جانے میں سارا دن گزر جائے گا۔۔۔۔۔۔ وہ اس سے اصل بات چھپا گیا تھا۔ دراصل سعدیہ اس سے پوچھ رہی تھی کہ بھائی صاحب کس کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ لیکن اظہر نے اسکے بار بار پوچھنے پہ بھی اسے نہیں بتایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے بتا دیا تو وہ یہ بات سارے خاندان میں پھیلا دے گی۔ یہ اسکی شروع سے ہی عادت تھی کوئی بات بھی اپنے دل میں نہیں رکھتی تھی۔

”ویسے چاچو آپکو انہیں لے جانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔ پچھلی بار بھی آپ انہیں نہیں لے کر گئے تھے۔۔۔۔۔۔ اسنے اسے بات یاد دلائی تھی۔

”بچے۔۔۔۔۔۔ تم چھوڑو ان سب کو مجھے یہ بتاؤ تم کیا پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ مزید اس پہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے سعدیہ سے بحث کر چکا تھا اس پہ۔ اس لیے بات بدل گیا۔

”چاچو میں پوچھ رہی تھی کہ ماں جان کہاں ہیں؟۔۔۔۔۔۔ وہ بچے نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ پھر سے اپنی بات پہ آئی تھی۔

www.kitabnagri.com

”بھابھی اور بھائی جان دونوں۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔ وہ تمہاری آنٹی نہیں تھیں جن کی دو ماہ پہلے ڈیٹھ ہو گئی تھی انکی طرف گئے ہیں۔۔۔۔۔۔ کچھ کام تھا انہیں۔۔۔۔۔۔ اسنے ادھوری بات بتائی تھی اسے۔

”اچھا۔۔۔۔۔۔“ وہ زور دے کر بولی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

”چلیں ٹھیک ہے آپ پھر آرام کریں“-----وہ جاتے ہوئے اچانک رکی تھی۔

”چاچو-----میں آپ سے کتنی بار کہا ہے کہ یوں ماتھے پہ بال مت بکھرنے دیا کریں-----اور خاص کر کے گیلے بالوں کو تو بالکل بھی ایسے مت چھوڑا کریں-----کسی دن آپ کو نہ چچی کی ہی نظر لگ جانی ہے“-----اسکی شرارت کی رگ پھڑکنے لگی تھی۔ وہ واقعہ خبر و تھا۔ لمبی لمبی پلکیں اور گندمی رنگت کے ساتھ کالے سیاہ گھنے بال جس کی دو تین چھوٹی چھوٹی لٹیں جو ہمیشہ اسکے ماتھے پہ گری رہتی تھیں اسے بہت جچھا تھا یہ سب۔

”میں بتاتا ہوں تمہیں مجھے کس کی نظر لگے گی مجھے“-----وہ بیڈ پر سے بھاگنے کو اٹھا تھا مگر اس سے پہلے ہی وہ نیچے بھاگ گئی تھی۔

\*\*\*\*\*

وہ اپنے کمرے میں ہی بیٹھا تھا جب دو چمگاڑیں اسکے پاس آئی تھیں۔  
”سردار-----ہم نے عالیہ کے دماغ سے وہ ساری باتیں نکال دی ہیں-----سردار اب انہیں کچھ یاد نہیں ہے-----سردار کوئی اور حکم“-----وہ چمگاڑیں اسکے ہاتھ پر بیٹھی اسے بتا رہی تھیں۔

”بہت خوب-----فلحال اور کوئی کام نہیں ہے-----تم دونوں جاسکتی ہو“-----اس نے انہیں ہاتھ پہ بٹھا کر کھڑکی کی طرف لا کر باہر اڑا دیا تھا۔

\* \* \* \* \*

Page 30



Page 31

Page 32

”جی ماں جان“----- اسنے جلدی سے دروازہ کھولا تھا۔

”مجھے کیوں دیکھنے آئے ہیں لوگ؟“۔۔۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

\*\*\*\*\*

Page 33

کچھ دیر کے بعد جب وہ لوگ چلے گئے تو وہ ماں جان سے غصہ ہو رہی تھی۔

”رشتہ اچھا تھا اس لیے ہم نے ہاں کی ہے ان لوگوں۔۔۔۔۔ اور مسئلہ کیا ہے تمہیں۔۔۔۔۔ اتنا اچھا لڑکا ہے ہمارا دیکھا بھالا ہے۔۔۔۔۔ سیٹلڈ ہے پھر تمہیں کیا مسئلہ ہے“۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ غصہ آیا تھا انہیں۔

”مسفرہ۔۔۔۔۔۔ بیٹا تمہاری پڑھائی جب کمپیوٹ ہو جائے گی تب ہی کریں گے تمہاری

شادی۔۔۔۔۔ بس ابھی تو نکاح کریں گے تمہارا“۔۔۔۔۔ وہ حیرانی سے انکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

”ماں جان۔۔۔۔۔۔ جو بھی ہے۔۔۔۔۔۔ پر مجھے کوئی شادی نہیں کرنی اور ابھی تو بالکل بھی نہیں  
کرنی۔۔۔۔۔۔ اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے“۔۔۔۔۔۔ وہ اپنا فیصلہ سناتی پیر پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئی۔  
ذبیحہ نے اسکی بات کو بالکل بھی اہمیت نہیں دی تھی۔ کیونکہ وہ فیصلہ کرچکی تھیں۔

\* \* \* \* \*



”کنز! ابھی میرے چوٹ لگ جانی تھی پار۔۔۔۔۔۔ دھیان کیا کرو“۔۔۔۔۔۔ وہ تنک کر بولی تھی۔

”یار وہ۔۔۔۔۔۔ وہ ایک ٹینشن ہو گئی ہے“۔۔۔۔۔۔ حیا جو چپس کھانے میں مصروف تھی اسے اس کی بات پہ تعجب ہوا تھا۔

”اچھا اچھا غصہ مت کرو۔۔۔۔۔ بتاؤ کیا بات ہے؟“۔۔۔۔۔ کنز انے حیا کے کہنی مارتے ہوئے کہا تھا۔

”کنز۔۔۔۔۔ وہ زوفنون ہے نہ اسنے مجھے پرپوز کیا ہے۔۔۔۔۔ کہتا ہے مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اسکی بات سنتے ہی چپا کھاتے ہوئے کھانسنے لگی تھی۔

”ایسے نہیں کہتے حیا“۔۔۔۔۔ کنز انے اسے لتاڑا تھا۔

”پر مجھے وہ انسان پسند نہیں ہے اور ناہی میں ابھی شادی کرنا چاہتی ہوں“۔۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنی مرضی بتائی تھی۔

”حیاتم اب اپنی زبان بند رکھو۔۔۔۔۔ مسفرہ کو بھی بولنے دو۔۔۔۔۔ خود ہی بولے جا رہی ہو۔۔۔۔۔“ اب کے اسنے آنکھیں دکھائی تھیں اسے۔

”تم بتاؤ مسفرہ تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔ کیا تمہیں وہ پسند ہے؟“۔۔۔۔۔۔ کنز انے بات کرتے ہوئی اسکے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا تھا جس پر مسفرہ نے اپنا سر جھکا لیا تھا۔ اسکے یوں سر جھکانے پر اسکے ہونٹ پھیلے تھے اور وہاں نمودار ہوا تھا جس کی آنکھیں کب سے اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

www.kitabnagri.com

\*\*\*\*\*

”مجھے آپ سے بات کرنی ہے مسفرہ۔۔۔۔۔ کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے میری بات سن سکتی ہیں۔۔۔۔۔“ اسکی آنکھیں ابھی اسکے چہرے پہ گڑھی ہوئی تھیں اور لہجہ رعب دار تھا۔ وہ اسکی بات چپ چاپ اسکے ہمقدم باہر آگئی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

”مسفرہ تو کیا فیصلہ کیا آپ نے“۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنی دیوانی آنکھوں کے ذریعہ اپنے دل میں اتار رہا تھا۔ جبکہ ہاتھ اسنے اپنے پینٹ کی جیبوں میں دے رکھے تھے۔

”زوفنون۔۔۔۔۔۔ میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔۔ میرے گھر والوں نے میرا رشتہ کہیں اور کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔ زوفنون میں آپکے جزبات کی دل سے قدر کرتی ہوں پر“۔۔۔۔۔۔ وہ بات کرتے ہوئے رک گئی تھی۔

”کیا ہوا۔۔۔۔۔۔ خاموش کیوں ہو گئیں آپ۔۔۔۔۔۔ بات پوری کیجئے“۔۔۔۔۔۔ اسنے ضبط اپنی آنکھیں میچ لی تھیں جبکہ لہجہ کاٹ دار تھا اسکا۔

”پر میں آپکی محبت کا جواب آپکو محبت میں نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی آپ ایک عیسائی ہیں“۔۔۔۔۔۔ آخری بات اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی جو کب سے سر جھکائے کھڑی اپنی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی۔

”میری محبت کسی مذہب کی قائل نہیں ہے مسفرہ۔۔۔۔۔۔ اور نہ ہی میں اس میں یقین رکھتا ہوں۔۔۔۔۔۔ مسفرہ تم کل بھی میری تھی اور ہمیشہ میری ہی رہو گی اور تمہیں مجھ کوئی نہیں چھین

سکتا۔۔۔۔۔۔ یہ بات اپنے ماں باپ کو اچھے سے سمجھا دینا“۔۔۔۔۔۔ لہجہ پھر وہی رعب والا تھا ویسا ہی کاٹ دار لہجہ جس نے مسفرہ کے دل کو دہلادیا تھا۔ وہ تو اپنی بات کر کے وہاں سے چلا گیا تھا مگر وہ مسفرہ کو سکتے میں ڈال گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

”مسفرہ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ کیوں رو رہی ہو تم؟“۔۔۔۔۔ ماں جان کے چہرے سے پریشانی پھلکنے لگی تھی۔

”مجھے معاف کر دیں ماں جان۔۔۔۔۔۔ کل میں نے آپ کے ساتھ بد تمیزی کی تھی“۔۔۔۔۔۔ وہ اور انکے سینے میں گھسنے لگی تھی۔



”تم نے اپنی رائے بتائی تھی۔۔۔۔۔۔ ہاں بس فرق اتنا تھا کہ لہجہ تھوڑا سخت تھا“۔۔۔۔۔۔ اسے مزید شرمندگی ہوئی تھی۔

”پراس میں اتنا رونا والی کونسی بات ہے پاگل لڑکی۔۔۔۔۔ چلو اٹھو منہ ہاتھ دھولو۔۔۔۔۔ جب سے آئی ہو کمرے میں بند ہو۔۔۔۔۔ میں نے کھانا لگا دیا ہے آکر کھاؤ“۔۔۔۔۔ وہ اسے خود سے الگ کرتی ہوئی بولی تھیں۔

”ماں جان مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ ان لوگوں کو ہاں کر دیں“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پلٹنے کو ہی تھیں جب مسفرہ نے انکا ہاتھ تھاما تھا۔

”مجھے پتہ تھا میری بیٹی مجھے ناامید نہیں کرے گی“۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے مسفرہ کا ماتھا چوما اور اسے ڈھیر سارا پیار کیا تھا۔



Posted on Kitab Nagri

”تم کوئی نہیں ہوتے مجھ پر اس طرح حق جتانے والے۔۔۔۔۔۔ میں تمہاری غلام نہیں ہوں اور نہ ہی تمہاری محبت کی۔۔۔۔۔۔ وہ ماں جان کے کمرے سے جاتے ہی اسکے احساس سے بات کرنے لگی تھی۔ مگر دل میں ایک چبھن تھی جس نے اسے بے چین کیا ہوا تھا۔ تکیے میں چہرہ چھپائے پھر سے رونے لگی تھی اور وجہ اسکی کی گئی وہ باتیں تھیں جس نے سیدھا دل پہ اثر کیا تھا۔

”کچھ نہیں لگتے تم میرے۔۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہو تم میرے لیے۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے بے چین دل کو تسلیاں دے رہی تھی اور پھر سے اسی سے باتیں کر رہی تھی اس بات سے انجان کے وہ وجود ناہو کر بھی اس پر ہر وقت نظر رکھے ہوئے ہے۔

\*\*\*\*\*

وہ جب انکے پاس آیا تو وہ غصے کے عالم میں اپنے غلاموں پہ چیخ رہی تھیں۔ اسکو دیکھتے ہی انکی زبان ایک پل کو لڑکھڑائی تھی پر اگلے ہی پل اس میں مزید روانی آگئی تھی۔

”ان پر کیوں غصہ نکال رہی ہیں عالیہ۔۔۔۔۔۔ میرا قصور ہے مجھے دیں سزا۔۔۔۔۔۔ وہ لفظوں کو چباتے مگر قدرے دھیمے لہجے سے مخاطب ہوا تھا۔

”جاو تم لوگ یہاں سے۔۔۔۔۔۔ جب انکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو اسنے خود ہی انہیں بھیج دیا۔

”سردار۔۔۔۔۔۔ یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔۔۔۔۔۔ یہ فیصلہ آپکے مرحوم والد اور سابقہ سردار جہیل نے طے کیا تھا۔۔۔۔۔۔ آپ انکے فیصلے کی اس طرح توہین نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔ وہ جب بولیں تو لہجہ سخت پر آواز نے احترام نہیں بھولا تھا۔

”خبردار جو کسی نے اسے نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچا بھی تو۔۔۔۔۔۔۔۔ میں آپ سب لوگوں سمیت اس پورے قبیلے کو آگ لگا دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس قبیلے کی ہونے والی عالیہ ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا

”سردار کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔۔۔ اب انسان ہم پر حکومت کریں گے“۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑانے کے ساتھ کانپ رہی تھیں۔



\* \* \* \* \*

وہ دونوں چمکا دڑیں اسکے سامنے اپنی اصلی شکل میں کھڑی تھیں۔ اسکی آنکھیں ابھی بھی انگارے برسا رہی تھیں اور سانسیں مارے غصے کے بھاری اور تیز تھیں۔ دماغ کی تنی ہوئی نسوں کے ساتھ وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے کر سی پہ

یرجمان تھا۔

”سردار آآ۔ آپن۔ ن۔ ن۔ ب۔ ب۔ بلا یا تھ۔ تھ۔ تھا۔۔۔۔۔ وہ دونوں کانپتی ہوئی آواز میں بول رہی تھیں۔ لفظ بھی آدھے ادھر اور ادا ہو رہے تھے۔

”تم دونوں کو یاد ہے میں نے تمہارے ذمہ کیا کام لگایا ہے؟“-----وہ غرایا تھا۔

”جی سردار“۔۔۔۔۔۔ انہوں نے بہت مختصر مگر ڈرتے ہوئے جواب دیا تھا۔

”مجھے بول کر بتاؤ کہ میں نے کیا کہا تھا“-----وہ پھر سے غرا ہوا تھا۔

\*\*\*\*\*

”زرفان۔۔۔۔۔۔ فوجیں تیار کرو۔۔۔۔۔۔ اب میں اس سردار کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔ مجھے دھمکی دے رہا ہے“ وہ پھر سے طنزیہ مسکرایا تھا۔

”نہیں زرفان۔۔۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔ ان لوگوں کو ہماری ضرورت ہے ہمیں انکی  
نہیں۔۔۔۔۔۔ اصل میں وہ ہم سے دوستی مضبوط کر کے باقی سب پر اپنی دھاک بٹھانا چاہتا  
ہے۔۔۔۔۔۔ پر میں ایسا کرنے میں اسکا ساتھ نہیں دوں۔۔۔۔۔۔“ اسنے اصل بات رکھی تھی اسکا  
سامنے۔ جس پر اسنے آگے سے کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکے ہاں سردار کا فیصلہ ہی حرف آخر ہو  
ہے۔

وہ ماں جان کے ساتھ کچن میں پکوڑے بنانے میں مصروف تھی پر دماغ ابھی بھی اسکی باتوں سے خالی نہیں ہوا تھا۔

”ارے مسفرہ۔۔۔۔۔ کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اتنے بڑے بڑے کیوں بنارہی۔۔۔۔۔ بس  
ایک چچ کے مطابق ڈالو۔۔۔۔۔ اسکی چچی اسکے ساتھ کھڑی گوشت کا سالن بنارہی تھی جب اسنے اسے  
ٹوکا تھا۔ اسکی ماں جان ان لوگوں کو ہاں کر چکی تھیں اور آج وہ لوگ منگنی کرنے والے تھے اور اس بات  
کی خبر اسے بھی مل گئی تھی۔

”سوری چچی مجھے دھیان نہیں رہا۔۔۔۔۔۔ وہ لاپرواہی مگر ناچاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ دکھاتے بولی تھی۔



”ارے بھی دھیان کا کرو نہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارے سسرال والے کیا کہیں گے کہ انکی ہونے والی بہو کو پکوڑے بھی بنانے نہیں آتے“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے ٹانگ کھینچی تھی اسکی۔ پاس کھڑی ماں جان بھی اسکی بات پر مسکرا دی تھیں۔ تبھی دروازے پہ ہانک لگاتا ہوا اظہر نمودار ہوا تھا۔

”بھابھی وہ لوگ آگئے ہیں۔۔۔۔۔ اور یہ کیا تم ابھی گندی مندی ہی بنی پھر رہی ہو۔۔۔۔۔ کیا کہیں گے وہ لوگ اگر انکو پتہ چل گیا کہ انکی ہونے والی بہو صرف عید کی عید نہاتی ہے۔۔۔۔۔ ہائے ہائے کیا امپریشن پڑے گا ان لوگوں پر تمہارا“۔۔۔۔۔ وہ تاسف سے سر ہلاتا اپنی ہنسی دبائے سامنے پڑے ہوئے چکوروں پر ہاتھ صاف کرنے لگا تھا۔

”ماں جان ایسا نہیں لگ رہا جیسے کوئی اپنے بارے میں بات کر رہا ہو“۔۔۔۔۔ اسکی بات پر ماں جان دہلی دہلی سی مسکرائی تھیں۔


”دیکھو تو ذرا سچ سن کر کتنا برا لگامیڈم کو“۔۔۔۔۔ وہ جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا اسکو۔

”مجھے پتہ ہے کہ آپ جان بوجھ کر ہمیں باتوں میں لگا رہے ہیں تاکہ آپ جناب پکوڑوں پہ ہاتھ صاف کر سکیں۔۔۔۔۔ آپ کو پکوڑوں کی خوشبو ہی یہاں کھینچ کر لائی ہے پکوڑوں کے دشمن۔۔۔۔۔ ہٹیں یہاں سے۔۔۔۔۔ اسنے بات کرتے ہوئے گرم چمچہ اسکے الٹے ہاتھ پر مارا تھا کیونکہ وہ پھر سے اگلے پکوڑے کا شکار کرنے کی چاہ میں تھا۔

”ہائے۔۔۔۔۔ کتنی ظالم ہو تم“۔۔۔۔۔ اسنے بدلے میں اسکی چٹیا کھینچی تھی۔ جس پر اسنے ایک اور چیخ مارتھا اسے۔ ان دونوں کے برابر یہ کھڑی عورتیں بس ہنس رہی تھیں۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر ان سے نہ دور ہی رکھیے گا نہیں“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جاتی ہوئی اپنے پیسٹ سے خراب ہوئے ہاتھوں سے اسکا چہرہ پیلا کر گئی تھی۔

”دیکھ لو بھابھی کتنا جلتی ہے یہ لڑکی میری خوبصورتی سے۔۔۔۔۔۔۔۔ پر کیا فائدہ اس پیسٹ سے تو میری رنگت اور بھی چمک جانی ہے“۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ خود ہی اپنی تعریف کرنے لگا تھا جس پر پہلو میں کھڑی دونوں عورتیں کھکھلا کر ہنس دی تھیں۔



\* \* \* \* \*

سنگھار ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر اس نے اپنے سر اُپے پر ایک گہری نظر ڈالی تھی۔ آدھے کھلے بال ہلکا سا میک اپ اور پیروں تک آتی پیچ رنگ کی میکسی میں ملبوس وہ خود کو دیکھے جا رہی تھی۔


”اگر آج وہ یہاں ہوتا تو کیا کہتا مجھے اس طرح سبھی ہوئی دیکھ کر“۔۔۔۔۔۔ اس کے منہ سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے تھے۔

”چشم بد روح“----- کسی کی دھیمی خمار آلود آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ جیسے کوئی بہت پاس کھڑا ہو۔

”ک ک ک کون ہے یہاں“-----ڈرتے ہوئے وہ ایک دم سے پلٹی تھی۔

”کیا ہوا۔۔۔۔۔ مجھے دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی“۔۔۔۔۔ وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بالکنی سے تھوڑا آگے دیوار کے ساتھ کھڑا اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

”اڑ کر۔۔۔۔۔۔ میرا جہاں بھی دل کرتا ہے میں وہیں پہنچ جاتا ہوں اڑ کر۔۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی تمہاری یاد آر ہی تھی تو تم سے ملنے آ گیا“۔۔۔۔۔۔ وہ شرارتی انداز میں مسکرا رہا تھا۔ مگر اب اسکے قدموں میں جنبش ہوئی تھی۔ وہ اس کے قریب آ رہا تھا۔



”تم اندر کیسے آئے ہو۔۔۔۔۔ کسی نے روکا نہیں تمہیں اندر آنے سے“۔۔۔۔۔ وہ نا سنجھی سے بوکھلائی ہوئی بول رہی تھی۔

”میں نے بتایا تو ہے جب میرا دل کرتا ہے میں پہنچ جاتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کس میں اتنی ہمت ہے جو مجھے روکے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اب بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اتنا کہ وہ اسے ہاتھ لگا کر چھو سکتی تھی۔

”بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔۔۔ قیامت ڈھا رہی ہو اس دل پر۔۔۔۔۔۔ مگر تم کسی اور کیلئے سجو مجھے نہ پسند نہیں آیا“۔۔۔۔۔۔ وہ تھوڑا خفا سا مگر خمار آلود آواز میں بولا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

”پیچھے ہٹو یہاں سے“۔۔۔۔۔۔۔۔ مسفرہ اسکے مضبوط سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے ہوئے پیچھے دھکیلنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

”اور اگر میں نہ ہٹوں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔“ وہ چہرے پہ شریر سی مسکراہٹ سجائے ہٹدھرمی سے وہیں کھڑا تھا۔

”مسفرہ تمہیں پتہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں دیکھ کر میرا دل بری طرح سے بے ایمان ہو رہا ہے“۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے مزید قریب آیا تھا۔ پر اب اسنے مسفرہ کے بال جو اسکے سینے پہ پھیلے ہوئے تھے انہیں تھامتا ہوا ان کے ذریعے اسکی خشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا تھا۔ وہ اسکے اتنا پاس کھڑا تھا کہ وہ اسکی گرم مگر تیز چلتی ہوئی سانسوں کی گرمی کو اپنے چہرے پہ گرتے ہوئی محسوس کیا تھا۔

مسفرہ کی گال تنے لگے تھے۔ دل کی ڈھڑکنیں اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔ وہ خود کو اسکے مضبوط وجود کے سامنے خود کو اتنا کمزور محسوس کر رہی تھی کہ اس کے ہاتھ کی گرفت میں لپٹے اپنے بال تک نہ چھڑوا پا رہی تھی۔ آج سے پہلے اسنے خود کو اتنا کمزور پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ اسکا پورا وجود بری طرح سے کانپ رہا تھا اسکی قربت میں۔ تبھی کسی کے پیروں کی چاپ نے اسے ہوش دلایا تھا۔

”جاو یہاں سے پلیز کوئی آرہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پلیز جاو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں میری عزت کو اشتیادوں کے نام کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پلیز جاو“۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے مسلسل پیچھے کودھکیل رہی تھی۔ مگر وہ تھا کہ ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

\*\*\*\*\*



”چپ کر کے بیٹھو۔۔۔۔۔ وہ سن لے گی“۔۔۔۔۔ ماں جان اسے چپ کرواتی دوبارہ سے اپنی سیٹ سنبھال چکی تھیں۔

حال میں سب گھر والوں کے ساتھ انکی طرف سے کچھ رشتہ دار اور لڑکے والے اور انکے کچھ رشتہ دار بیٹھے ہوئے تھے۔

سب کے رسم کرنے کے بعد آخر پہ وہ عورت جو لڑکے کی پھوپھو تھی مسفرہ کو انگوٹھی پہنانے کیلئے پھر سے اس کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی۔

”لاویٹا اپنا ہاتھ دو مجھے تاکہ میں اس میں اپنے بھتیجے کے نام کی انگوٹھی پہنا سکوں“۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بڑے چاؤ سے اسے انگوٹھی پہنانے لگی تھی جب ایک مردانے ہاتھ کا زناٹا دار شور برساتا تھپڑ اسکے ہوش اڑا گیا تھا۔ اس تھپڑ کی آواز حال میں بیٹھے سب لوگوں نے سنی تھی پر مارنے والا نظر نہیں آرہا تھا۔

کچھ پل کو تو اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔ مگر جیسے ہی اسے ہوش آیا تو دیکھا کہ سب حواس باختہ ہوئے اپنی نشستوں پہ بیٹھے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”کس نے کی ہے یہ حرکت۔۔۔۔۔ کس نے تھپڑ مارا ہے مجھے“۔۔۔۔۔ ابھی اسکے یہ کہنے کی دیر تھی کہ دوسرے گال پر پھر سے کسی کا ہاتھ شور پیدا کرتا ہوا انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا تھا۔

”وہی جس نے اب مارا ہے“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس عورت کے کانوں سے ٹکراتی وہ بھاری آواز کسی انسان کی نہیں لگ رہی تھی۔ حال میں بیٹھے سب لوگوں پر سکتہ سا چھا گیا تھا۔

”اور یہ جرات میں نے کی ہے۔۔۔۔۔ تمہاری اتنی ہمت کہ تم مسفرہ کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہناؤ۔۔۔۔۔ آواز مزید بھاری اور اب خوفناک ہو گئی تھی۔

”ک ک ک کون ہوا تم؟“۔۔۔۔۔ اس عورت کا پورا چہرہ سوجھ چکا تھا۔ اسکے منہ خون نکلنے لگا تھا۔  
آواز اونچی مگر مسلسل کانپ رہی تھی۔

”تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے کہ تم مجھ سے میرے بارے میں پوچھ سکو“۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا رہا تھا۔ اسکی شخصیت میں کوٹ کوٹ کے بھر اغرور اور گھمنڈ اسکے لفظوں سے ہمیشہ ٹپکتا تھا۔

”اب یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔ اٹھو مسفرہ کے پاس سے۔۔۔۔۔۔ پورے گھر کے دروازے اور کھڑکیاں زور زور سے بج رہے تھے جو اسکے آنے کی گواہی دے رہے تھے۔

”مسفرہ صرف میری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔ تم کمزور انسان تو بالکل بھی نہیں“۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مسفرہ کے پہلو میں ہی اسکے بالکل پیچھے کھڑا تھا۔ اسکی بھاری گرج دار آواز مسفرہ کی سماعتوں کو چیرنے لگی تھی۔

”ماں جان۔۔۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ کون بول رہا ہے یہ“۔۔۔۔۔ وہ اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے چلانے لگی تھی۔ اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔ مگر اسکے اس طرح چلانے پر بھی وہ ہوش میں نہیں آئی تھیں۔

”تمہیں لگتا ہے اپنی جان پیاری نہیں ہے انسان۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ تم ابھی زندہ ہو یہ کافی ہے تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔ کیونکہ تم نے جو جرات کی ہے۔۔۔۔۔۔ اسکی سزا میری نظر میں صرف موت ہے۔۔۔۔۔۔ اب دفعہ ہو جاو یہاں سے“۔۔۔۔۔۔ وہ اب کے اس عورت کے کان کے پاس چیخنے کے انداز میں بولا تھا۔ اس کے کانوں سے خون نکلنے لگا تھا۔ لیکن وہ اسکی پرواہ کیے بغیر وہاں سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئی تھی۔

<http://www.kitabnagri.com/>

وہ کمرے میں بیٹھی یک ٹک ایک ہی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ پریشان حال خوف کے عالم میں اسکا دماغ ایک ہی نقطے پر اٹک گیا تھا۔ ماتھا اسکا ایسے جل رہا تھا جیسے کونے پہ ہاتھ رکھ دیا ہو۔ یہ کچھ ایک ہفتہ پہلے کی ہی تو بات تھی جب وہ مسفرہ کو سمجھاتی گھر جانے کیلئے کلاس سے نکلی تھی۔

[illegible]

”کون ہے۔۔۔۔۔ کس نے کی ہے یہ حرکت“۔۔۔۔۔۔۔ پر اسے شرمندگی ہوئی تھی کیونکہ اسکے ارد گرد کوئی بھی نہیں تھا۔ بس چند ایک سٹوڈنٹس تھے جو اس سے کافی فاصلے پہ کھڑے تھے۔ جو اسکے اس طرح چلانے پر اب اس پر ہنس رہے تھے۔ وہ جلدی سے وہاں سے ہٹ گئی۔ اسے لگا شاید یہ اسکا وہم تھا۔ پر اسے کیا پتہ تھا کہ یہ تو ابھی شروعات تھی۔

www.kitabnagri.com

”حیا بیٹا یہ تمہارے کپڑوں کو کیا ہوا ہے“۔۔۔۔۔۔ وہ جب گھر پہنچی تو اسکی ماما اسکی طرف ہڑبڑاتے ہوئے لپکی تھیں۔

[illegible]

Posted on Kitab Nagri

”یہ خون کہاں سے لگا ہے تمہارے کپڑوں پہ اتنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں کوئی چوٹ تو نہیں لگی  
بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پریشانی سے اسے گلے لگاتی بولی تھیں۔ حیا کی قمیض پیچھے سے ساری خون میں لت پت  
تھی اور خون بھی بالکل تازہ تھا۔

”ماما۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے خو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔“ اسے جھٹکا لگا تھا  
دیکھ کر۔ وہ حواس باختہ ہو کر چلانے لگی تھی۔

”ماما یہ خون کہاں سے آیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی قمیض پیچھے سے پکڑ کر اب اس پر لگے خون کو اپنے ہاتھوں  
سے لگا لگا کر دیکھ رہی تھی جو ہر بار اسکے ہاتھوں پر اپنے نشان چھوڑ رہا تھا۔

”تمہیں پتہ ہو گا یہ کہاں سے آیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی فلحال جا کر کپڑے بدلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کس کس  
نے دیکھا ہو گا محلے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں پتہ کیسے نہیں چلا حیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔“ ماما اسے ڈانٹنے کے ساتھ پریشانی  
سے پوچھ رہی تھیں۔

اسکے بعد ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ ہونے لگا تھا۔ کبھی صرف اسکے کمرے کی لائٹ بند ہو جانا کبھی رات کو اچانک  
سے زور زور سے کھڑکیوں کا آپس میں بجنا تو کبھی چلتے ہوئے اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دینا۔  
یہ سب عام ہو گیا تھا۔ لیکن کل جب وہ شام کو برآمدے میں سے گزر رہی تھی تو اچانک سے انکے گھر کی لائٹ  
چلی گئی حالانکہ باہر سے اچھی بھلی روشنی آرہی تھی۔ پھر سے کسی کوئی دوبھاری آوازیں اسکے کانوں سے ٹکرائی  
تھیں۔ پر اس دفعہ یہ آوازیں کسی اور کی تھیں۔



Posted on Kitab Nagri

”اچھا نہیں کیا تم نے اے انسانی لڑکی۔۔۔۔۔۔ ہمارے سردار کو ناراض کیا ہے تو نے۔۔۔۔۔۔ تم نے انکے غصے کو ہوا دی ہے۔۔۔۔۔۔ اب دیکھو یہ ہوا کیسے تمہارے چاروں طرف آگ لگاتی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ آواز اسکے چاروں طرف سے آرہی تھی۔

”کون ہو تم۔۔۔۔۔۔ کیا چاہتے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔۔ کیوں تنگ کر رہے ہو مجھے۔۔۔۔۔۔ وہ حلق کے بل چیخی تھی۔

”کون ہے تمہارا سردار۔۔۔۔۔۔ کیا چاہیے اسے مجھ سے اب۔۔۔۔۔۔ اسکا وجود کانپ رہا تھا اور اب آواز بھی کانپنے لگی تھی۔ وہ کبھی کسی چیز نہیں ڈرتی تھی نہ ہی کبھی گھبرائی تھی۔

”انکے بارے میں ہمیں بتانے کا حکم نہیں۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی وہ آواز دو کالے سوٹ پہنے وجودوں میں بدل گئی تھی۔ لمبے لمبے بال اپنے چہرے پہ گرائے اپنی اصلی شکل میں وہ اب اسکے سامنے آگئی تھیں۔ وہ دو جننیاں تھیں۔ جواب ایک اسکے بالوں کو زور سے پکڑے ہوئے تھی اور دوسری اسکے چہرے پر پورے زور سے تھپڑ مار رہی تھی۔ اسکے پیر زمین پر نہیں تھے بلکہ وہ ہوا میں اڑ رہی تھی۔ وہ زار و زار رو رہی تھی اور چیخ رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

”ماما۔۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔ ماما ماما۔۔۔۔۔۔ اسکا شور سن کر اسکے گھر والے پہلے ہی وہاں آچکے تھے۔ لیکن انہیں بس اسکا وجود ہی ہوا میں منجمد نظر آ رہا تھا لیکن اسکے علاوہ اور کوئی بھی نہیں نظر آ رہا تھا۔

”تمہاری بیٹی نے ہمارے سردار کو ناراض کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انکی قیمتی چیز ان سے چھیننے کی کوشش کی ہے  
اسنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا انجام اب بہت برا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی تو یہ شروعات ہے“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی  
وہ وہاں سے غائب ہو گئیں جو انہیں پہلے ہی نظر نہیں آرہی تھیں سوائے انکی آواز کے۔

\* \* \* \* \*

”ماما پلیز بچالیں مجھے۔۔۔۔۔ یہ مار دیں گی مجھے“۔۔۔۔۔ اسکی ماما اسے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن وہ قابو ہی کہاں آرہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

”پتری چھوڑ دے اسے۔۔۔۔۔۔ پیچھے ہٹ جا۔۔۔۔۔۔ یہ تیرے قابو میں نہیں آئے گی۔۔۔۔۔۔ باباجی جن کے ہاتھ میں تسبیح اور سر پہ انہوں ٹوپی پہن رکھی تھی آگے آئے تھے۔

”کون ہو تم۔۔۔۔۔۔ کیوں اس بچی کے پیچھے پڑی ہو۔۔۔۔۔۔ باباجی نے کچھ پڑھ کر ارد گرد اور حیا پر پھونکا تھا۔

”اے مولوی تو چلا جا یہاں سے۔۔۔۔۔۔ ہم جننیاں ہیں۔۔۔۔۔۔ اس لڑکی کو سبق سکھانے کیلئے آئی ہیں ہم۔۔۔۔۔۔ اس لیے تو بیچ میں مت آ۔۔۔۔۔۔ حیا بے ہوش ہو چکی تھی جب وہ دونوں بولی تھیں۔

”جب تک تم اس بچی کو چھوڑ نہیں دیتیں میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔۔۔۔۔۔ اپنے آنے کا مقصد بتاؤ۔۔۔۔۔۔ اس نے پھر سے کچھ پڑھ کے پھونکا تھا۔ جس سے وہ دونوں چیخنے لگی تھیں۔ حیا کے والدین ڈر کر ایک سائیڈ پہ جا کھڑے ہوئے تھے۔ پر بیٹی کی فکر ابھی بھی ستار ہی تھی جو بے ہوش پڑی تھی۔ ان دونوں نے اپنی پوری زندگی ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔

www.kitabnagri.com

”ہمیں ہمارے مالک نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔۔ اسے سزا دینے کیلئے۔۔۔۔۔۔ اس نے ان سے انکی انمول چیز چھیننے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں چیختی ہوئی بول رہی تھیں۔

”کون ہے تمہارا مالک؟۔۔۔۔۔۔ اسنے پھر سے کچھ پڑھا تھا۔

”ہم نہیں بتا سکتے۔۔۔۔۔۔ تو ہٹ جا اس معاملے سے ورنہ جان سے جائے گا۔۔۔۔۔۔ وہ اسے دھمکا رہی تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

”بلا اپنے مالک کو ورنہ تم دونوں جان سے جاو گی“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس باباجی نے اپنی ایک مٹھی بند کر لی تھی اور آنکھ کے اشارے سے اسکے ماں باپ کو کمرے سے باہر بھیج دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ باباجی باہر آئے تھے اور آتے ہی اس نے اپنے ہاتھ کھڑے کر دیے تھے۔

”یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ لوگ کسی اور سے کروالیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر میں اتنا ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کی بیٹی کی جان خطرے میں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو بھی کرنا ہے جلدی کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ تم لوگوں کی بیٹی نہیں رہے گی“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی وہ بابا و ہاں ایک سیکنڈ کیلئے بھی نہیں رکا تھا جس کی سانسیں پہلے سے پھولی ہوئی تھیں۔ حیا کے والدین ایک دوسرے کے چہروں کی طرف بے بسی سے دیکھنے لگے اور دروازہ کھول کر ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو ابھی بھی بے ہوش پڑی تھی۔

\*\*\*\*\*

وہ اپنے ابو اور ماں جان کے ساتھ انکے کمرے میں ہی بیٹھی تھی۔ اظہر اپنی بیوی کو اسکے مائیکے لے کر گیا ہوا تھا۔ موسیٰ مان جان کے گھٹنے پہ سر رکھے سو رہا تھا۔ کیونکہ وہ رات والے حادثے سے ڈر گیا تھا۔

www.kitabnagri.com

”آپ مجھے بتاتے کیوں نہیں ہیں کہ یہ سب کیا تھا؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں یہ سب مجھ سے جڑا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پلیز بتائیں مجھے ورنہ میرا دماغ پھٹ جائے گا“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بیٹھ گئی تھی۔

”یہ قصہ بارہ سال پہلے شروع ہوا تھا جب تم دس سال کی تھی“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے والدین نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا پھر ناچاہتے ہوئے بھی انہیں وہ سب اسے بتانا پڑا تھا۔

تیرہ سال پہلے زوفنون کے والد نے اسے دو جنوں کو بے گناہ مار دینے کی وجہ سے اسے سزا کے طور پر جلا وطن کر دیا تھا اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ دو سال تک اس ملک میں نہیں آسکتا اسے انسانی دنیا میں رہنا ہو گا۔ زوفنون کا والد ایک اچھا جن تھا۔ تب اپنے ابا کے دیئے گئے حکم کو پورا کرنے کیلئے اسے انسانی دنیا میں آنا پڑا۔ زوفنون کے ساتھ ایک غلام زرفان کو بھی بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اس کا خیال رکھ سکے۔ اس کا انسانی دنیا میں دل نہیں لگتا تھا۔ گھر کی بہت یاد آتی تھی اسے حالانکہ اسے انسانی دنیا میں رہتے پورا ایک سال ہو گیا تھا۔ وہ اپنا سارا دن کبھی کسی جانور کا روپ لے لیتا تو کبھی بوڑھا ضعیف سا بن کے سڑک کے کنارے بیٹھا رہتا تو کبھی بچہ بن کر انکے ساتھ کھیلنے لگتا تو کبھی انہیں ڈراتا اور مارتا اور زرفان سارا دن اس کی دیکھ بھال کرنے میں لگا رہتا۔

ایک دن زرفان کسی کام سے کو کاف گیا ہوا تھا۔ شدید گرمی تھی اس دن۔ وہ درخت پہ بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی یہاں سے گزرے تو وہ اپنی اداسی کو بھگانے کا ساماں کرے۔ لیکن صبح سے شام جہاں سورج اپنی ساری کرنیں اپنے اندر سموئے ڈوبنے کو تیار تھا۔ تبھی وہاں سے اسے کسی کے رونے کی آواز آنے لگی۔ وہ غصے میں بیٹھا تھا کہ زرفان ابھی تک آیا کیوں نہیں۔ وہ آواز کا پیچھا کرنے لگا۔ اس کے ارادے خطرناک ہونے لگے تھے۔ وہ جلدی سے درخت پر سے اتر اور ارد گرد نظر دوڑائی۔ جلد ہی اسے وہ مل گیا جو زارو قطار رو رہا تھا۔ وہ ایک سات آٹھ سالہ بچی تھی جو درخت کی دوسری جانب درخت سے چمٹی کھڑی تھی اور اس پر چڑھنے کی کوشش میں تھی۔ اسکے سامنے تین چار گلی کے آوارہ کتے کھڑے تھے جو اس پہ بھونک رہے تھے اور اس پہ کسی بھی پل جھپٹنے کو تیار تھے۔ اس بچی کے کپڑے درخت کے ساتھ رگڑ کھا کر کئی جگہ سے پھٹ گئے تھے۔ اسکے ننگے پیروں پہ کیڑوں نے حملہ کر رکھا تھا۔ وہ اسکے ننھے ننھے پاؤں نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ زوفنون جو اسے مار کر اپنے پیٹ کا



## Posted on Kitab Nagri

ایندھن بھرنے کو تیار تھا کچھ دیر کھڑا یہ ماجرا دیکھتا رہا۔ لیکن اچانک سے ان میں سے ایک کتے نے اس پہ جھپٹنے کی کوشش کی۔ پر اس سے پہلے وہ اسے چیرتا پھاڑتا کسی نے آکر اسے اپنے سے لگا کر اپنے اندر چھپا لیا تھا۔ وہ اسکے سامنے ڈھال کی طرح کھڑا تھا۔ پسینے اور آنسوؤں سے شرابور چہرہ اٹھا کر اس بچی نے اپنے محسن کو جب دیکھنے کی کوشش کی تو وہ اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے سہمی سے دیکھ نہیں سکی۔ اسے بچانے والا اس سے پانچ چھ لپٹ لپٹا اور اس کتے کی گردن دبوچے کھڑا تھا۔ باقی سارے کتے اسے دیکھ کر بھاگ گئے تھے جو کچھ دیر اس پہ بھونکے تھے لیکن جس کتے کی اس نے گردن دبوچی ہوئی تھی وہ مرچکا تھا۔ اسنے ایک جھٹکے سے اسے دور پھینک دیا اور پھر اس بچی کو اپنے سے الگ کیا جو اس سے چمٹے کھڑی تھی۔ اس بچی کی آنکھیں نیلی تھیں اور اسکے بھورے بال جو اسکے کندھوں کو چھوتے تھے سارے بکھرے ہوئے تھے اور کچھ اسکے آنسوؤں سے گیلے چہرے پہ چمٹے ہوئے تھے۔ اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ خوف بھی ٹپک رہا تھا۔ زو فون کچھ پل اسے ساکن کھڑا اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر جب ہوش آیا جلدی سے اسکے پیروں پر کیڑوں کی فوج کو جھٹکے سے اتار کر دور پھیکا اور تو بولا۔۔۔۔۔

"تم ٹھیک تو ہو لڑکی۔۔۔۔۔ تمہیں ان کتوں نے نقصان تو نہیں پہنچایا۔۔۔۔۔" اسکے سوال پر اس بچی نے صرف نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اس وقت باہر نہیں ہونا چاہیے تمہیں۔۔۔۔۔" وہ فکر سے بول رہا تھا۔ لہجہ اس قدر نرم تھا کہ وہ خود حیران تھا۔

"میں کھو گئی ہوں۔۔۔۔۔ امی ابو نہیں مل رہے مجھے۔۔۔۔۔ وہ گم ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔ وہ بات کرتے پھر سے اپنی مٹھیاں اپنی آنکھوں میں دے کر رونے لگی تھی۔

"تم رومت۔۔۔۔۔ میں تمہارا گھر ڈھونڈنے میں تمہاری مدد کرتا ہوں ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے پنچوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور ایک ہاتھ سے اسکے بال سہلارہا تھا۔

"تمہیں بھوک تو نہیں لگی؟"-----اے اچانک سے یاد آیا تھا۔

"مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا"۔۔۔۔۔ روتے ہوئے بتانے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے تم یہیں ٹھہرو۔۔۔۔۔ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ اسے وہیں چھوڑ چند سیکنڈوں میں کافی سارا کھانا لیے آیا اور سارا کھانا لاسکے سامنے رکھ دیا۔

"چلو آ جاؤ کھانا کھاتے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے بھی بہت بھوک لگی ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکے آلتی پالتی مارکر بیٹھ گیا تھا۔

"تم اتنی جلدی کھانالے آئے۔۔۔۔۔ اور اتنا سارا کھانا کیوں۔۔۔۔۔ کیا اور بھی لوگ ہیں جو آرہے ہیں۔۔۔۔۔" وہ بڑے بڑے برتنوں میں کھانا دیکھ کر حیرانگی اور معصومیت چہرے پہ سجائے پوچھنے لگی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"نہیں۔۔۔۔۔ یہ تو بس ہم دونوں کیلئے ہے۔۔۔۔۔ وہ لا پرواہی سے بولا تھا۔ وہ حیرانی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"تمہارا گھر کہاں ہے؟۔۔۔۔۔ تمہیں گھر نہیں جانا؟۔۔۔۔۔ رات تو ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ اس نے اپنے چھوٹے سے دماغ پہ زور ڈالا تھا کہ وہ بھی اسی کی طرح کابچہ ہے۔ لیکن وہ گھر کیوں نہیں جا رہا۔

"کیا تم بھی گم ہو گئے ہو؟"۔۔۔۔۔ اسے لگا شاید وہ بھی اسکی طرح لاپتہ ہو گیا ہے۔

"نہیں۔۔۔۔۔ میں گم نہیں ہوا۔۔۔۔۔ میں ادھر قریب ہی رہتا ہوں۔۔۔۔۔ تم کھانا کھاؤ نہ۔۔۔۔۔ تم تو کچھ کھاپی نہیں رہی"۔۔۔۔۔ اسنے جان بوجھ کر بات بدل لی تھی۔ اسکے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سارے زوونون نے سارے برتن خالی کر دیے تھے۔ وہ حیرانی سے دیکھنے لگی کہ ایک انسان اتنا کھانا کیسے کھا سکتا ہے جو شاید پچاس لوگوں کیلئے بھی زیادہ تھا۔

"تم انسان کتنا کم کھاتے ہو۔۔۔۔۔ تم لوگ اتنے سے کھانے پہ کیسے زندہ رہ لیتے ہو۔۔۔۔۔ پتہ نہیں تم لوگوں کا پیٹ کیسے بھر جاتا ہے"۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ سوچتا تھا کہ کیسے انسان جی لیتے ہیں جب کہ وہ نا ہونے کے برابر کھاتے ہیں۔

"تم بھی تو انسان ہی ہو"۔۔۔۔۔ اسنے نا سمجھی مگر معصومیت سے بول دیا تھا۔ لیکن اسکے بولنے پہ زوونون کو جھٹکا لگا تھا کہ وہ کیا بول گیا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ پرہاں کے علاوہ وہ کچھ بول نہ سکا۔ جانتا تھا اسکے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہے۔

"صبح۔۔۔۔۔ صبح جب تم اٹھو گی نہ تو تم اپنے گھر میں ہو گی۔۔۔۔۔ پر وعدہ کرو تم مجھے ہمیشہ یاد رکھو گی۔۔۔۔۔"

رکھو گی نہ؟"۔۔۔۔۔۔ اسکی بات یہ اسنے زور سے زور اثبات میں سر ہلایا تھا۔

\* \* \* \* \*

کھانا کھانے کے بعد وہ بچی دنیا جہان سے غافل ہو کر سو گئی تھی اور وہ بچی کوئی اور نہیں مسفرہ تھی جو اب اسکی گود میں سر رکھے سو رہی تھی۔ زوفنون اسے اپنے ساتھ درخت کے اوپر لے آیا تھا۔ وہ اسکے خوبصورت من موہنے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ انسان کتنے مختلف ہوتے ہیں ہم جنوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کتنے خوبصورت ہوتے ہیں

یہ۔۔۔۔۔ لیکن انکی زندگی بہت کم ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنی ہی بات پہ تاسف سے سر ہلانے لگا تھا۔

وہ ساری رات اسے سوتے ہوئے دیکھتا رہا دیکھتا رہا اور صبح اسکے جاگنے سے پہلے وہ اسے اسکے گھر کے گیٹ پہ چھوڑ کر چلا گیا۔ اسکے والدین سارا دن اسے ڈھونڈتے رہے۔ انہیں لگا تھا کہ شاید اب انکی بیٹی انہیں کبھی نہیں ملے گی۔ مگر جب تک اسکے ابو نماز کیلئے گھر سے باہر نہیں نکلے وہ وہیں کھڑا رہا۔ اسے دیکھتے ہی اسکے ابو پریشان حال اسے اٹھائے گھر کے اندر لے گئے۔ انکے جاتے ہی وہ بھی وہاں سے مسکراتا ہوا چلا گیا۔ یہاں سے شروع ہوئی تھی زو فنون کی جنونی محبت۔

اس دن کے بعد سے وہ ہر روز مسفرہ ملنے آتا تھا۔ پہلے تو جب اسکے گھر والے آتے تو وہ چھپ جایا کرتا تھا مگر بعد میں اسنے چھپنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ وہ مسفرہ کو روز اپنے ساتھ لے جاتا۔ اسکے ساتھ گھومتا کھیلتا۔ اب تو اسنے اسے سکول سے بھی لے جانا شروع کر دیا تھا۔ مسفرہ کے سکون سے کمپلینز آنے لگی کہ مسفرہ کئی دنوں سے سکول نہیں ارہی۔ مسفرہ خود بھی اسکی کمپنی کو بہت انجوائے کرتی تھی۔ اسنے اپنے باقی سارے دوستوں سے ملنا ترک کر دیا تھا۔ بس اسی کے ساتھ کھیلتی رہتی تھی۔ اسکے سکول سے ملنے والی خبر پہ اسکے گھر والے بہت پریشان ہو گئے تھے۔ اس کے ابو کا یہ کہنا تھا کہ وہ اسے خود روز سکول کے گیٹ پہ چھوڑ کر آتا ہے پھر بھلا وہ کہاں جاسکتی ہے۔ اسکے ابو نے اسے اس سکول سے ہٹا کر دوسرے سکول میں اسکا ایڈمیشن کروا دیا۔ مگر پھر وہی کا وہی۔ اسکی ماں جان بہت پریشان رہنے لگی تھیں کیونکہ وہ بہت عجیب سی حرکتیں کرنے لگی تھی۔ کبھی بیٹھی دیوار سے باتیں کر رہی ہوتی تھی۔ کبھی دیوار پہ چڑھنے لگتی۔ کبھی بیٹھے بیٹھے سارے گھر کا کھانا اکیلے کھا جاتی۔ کئی دفعہ تو وہ گھر پہ ملتی ہی نہیں تھی۔ اس کے گھر والوں نے سمجھا شاید اسے کوئی دماغی مسئلہ ہو گیا ہے اسی وجہ سے ایسی حرکتیں کرتی ہے۔ لیکن جب ڈاکٹر نے انہیں کے اسے کوئی بیماری نہیں وہ بالکل ٹھیک ہے تو انہیں شک ہوا کہ کہیں اسے کوئی دوسری مرض تو نہیں ہے۔ وہ ساری ساری جاگتی رہتی اور چھت سے اور دیواروں سے باتیں کرتی اور ہنستی رہتی۔ تو کبھی کبھی راتوں کو غائب ہو جاتی تھی۔ اس دوران موسیٰ بہت چھوٹا تھا۔ وہ ابھی دودھ پیتا تھا۔ ایک دن اسکے بابا گوشت کے کر آئے تو اسکی ماں جان نے گوشت پکانے کیلئے اسے دھو کر باؤل میں ڈال کر رکھ دیا اور خود اس کے لیے پیاز اور لہسن بنانے لگ گئیں۔ مسفرہ انکے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اور اب ہر وقت اسے اپنے پاس رکھتی تھیں۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھیں جب انہیں کسی کے کھانا کھانے کی آواز آئی تو دیکھا کہ مسفرہ وہ کچا



Posted on Kitab Nagri

گوشت کھا رہی تھی جو انہوں دھو کر باؤل میں رکھا تھا۔ انہوں نے چیخیں مارنا شروع کر دیں۔ انکی چیخوں کی آواز سن کر ارشد صاحب اور اظہر بھاگتے ہوئے آئے۔ مگر مسفرہ کو اس طرح گوشت کھاتا دیکھ کر انکے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ انکے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے یہ منظر دیکھ کر۔ لیکن جیسے ہی ارشد صاحب نے اس سے گوشت چھیننے کی کوشش کی تو اس نے انہیں اتنی زور سے دھکا دیا کہ وہ دروازے سے زور سے ٹکرائے تھے۔ اظہر ڈر گیا تھا اور جلدی سے اپنی بھابھی کے پیچھے چھپ گیا کیونکہ وہ ابھی اتنا بڑا نہیں تھا۔ مسفرہ غرانے لگی تھی۔ اسکے اندر سے دو دو آوازیں آرہی تھیں۔ اسنے گوشت کا باؤل اٹھایا اور کچن کی کھڑکی سے باہر چھلانگ ماری۔ زبیدہ نے جلدی سے آکر ارشد صاحب کو اٹھایا اور انکے کندھے پہ سر رکھ رونے لگیں۔ ارشد صاحب اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔ انہیں اپنی تکلیف بھول گئی اور بیٹی کی فکر پڑ گئی تھی کیونکہ انکا شک اب یقین میں بدل گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

Kitab Nagri

انہوں نے مسفرہ کو کمرے میں بیڈ کا ساتھ باندھ رکھا تھا۔  
"کھولو مجھے۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا کھولو مجھے۔۔۔۔۔۔ وہ خود کو چھڑوانے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔

"کھولو مجھے۔۔۔۔۔۔ تم لوگ اچھا نہیں کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ میں چھوڑوں گا نہیں تم لوگوں کو۔۔۔۔۔۔ وہ اپنا سارا زور ان رسیوں پر لگا رہی تھی۔ وہ رسیاں بھی بس ٹوٹنے کے قریب تھیں۔ اسکا وجود بیڈ پہ مسلسل اچھل رہا تھا۔ کبھی سیدھا اور کبھی الٹا ہورہا تھا۔ ہر دفعہ کی اگلی حرکت پہ اسکی ماں جان کا دل انکے سینے کی دیواروں پہ زوروں سے دستک دینے لگتا۔ لگتا تھا جیسے اگلے ہی لمحے باہر آگرے گا۔ وہ مسلسل

روئے جا رہی تھیں۔ اسکے وجود کو اس طرح بار بار بیڈ پہ گرتے پڑتے دیکھ اسکے ماں باپ کو لگتا تھا کہ شاید ابھی انکی بیٹی ان سے کوسوں دور چلی جائے گی۔

"اندر آئیں مولوی صاحب----- یہ ہے میری بیٹی"----- تبھی دروازہ کھلتے ہی اسکے ابو اپنے ہمراہ ایک مولوی صاحب کو اندر لے کر آئے تھے۔

"پلیز مولوی صاحب کچھ کریں ورنہ میری بیٹی مر جائے گی۔۔۔۔۔ دیکھ کیسے اسکے وجود کو بار بار کوئی بیڈ پہ زور زور سے پٹخ رہا ہے۔۔۔۔۔ اسکے ابو کی آواز بھر اسی گئی تھی۔

"پریشان مت ہو بیٹا۔۔۔۔۔۔ وہ جو بھی ہے تمہاری بیٹی کو صرف اسے لیے تکلیف دے رہا ہے تاکہ تم لوگوں کو ترس آجائے اور تم لوگ اسکی رسیاں کھول دو۔۔۔۔۔۔ پر فکر مت کرو۔۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے انہیں تسلی دیتے ہوئے انکے کندھے کو تھپکا تھا۔

[illegible]

"ابھی چوہے بلی کا کھیل شروع ہو گا۔۔۔۔۔ ہوا نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس لیے پہلے سے بڑی بڑی باتیں کرنا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے بھی آگے سے ٹکمر کا جواب دیا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"چلا جا یہاں سے ورنہ مرے گا۔۔۔۔۔۔ مسفرہ میرے ساتھ جائے گی۔۔۔۔۔۔ کوئی نہیں روک پائے گا مجھے۔۔۔۔۔۔ وہ دھمکانے کے انداز میں بولا تھا کیونکہ مسفرہ کو تکلیف میں دیکھ کر اسے بھی تکلیف ہو رہی تھی۔ اسے مزید تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔ کچھ تھا جو کٹ رہا تھا اسکے اندر۔

"تم سب لوگ باہر چلے جاؤ۔۔۔۔۔۔ اور جب تک میں دروازے نہ کھولوں کوئی اندر نہ آئے۔۔۔۔۔۔ ان سب کو کمرے سے بھیجنے کے بعد مولوی صاحب نے ایک دائرہ بنایا اور اکیل کر بیٹھ گئے اور انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اسے دو سال ہو گئے تھے مسفرہ کے ساتھ رہتے۔ اس دوران ناجانے وہ کتنے بابا اور مولوی لائے تھے مگر ان میں سے ایک بھی مسفرہ کو زوفنون سے الگ نہ کر پایا تھا۔ مولوی صاحب اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئے تھے اور ادھر زرفان نے آکر حاضری دی تھی۔

"شہزادے۔۔۔۔۔۔ آپکو سردار واپس بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ اب اس انسانی دنیا میں مزید نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔۔ تین سال ہو گئے ہیں شہزادے آپکو یہاں۔۔۔۔۔۔ انہوں نے مجھے یہاں آپکو لینے بھیجا ہے۔۔۔۔۔۔ زرفان اسے ہر طرح سے قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ چلنے کو تیار نہ تھا۔

www.kitabnagri.com

"میں کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔۔۔۔ یہ ہی اب میری دنیا ہے۔۔۔۔۔۔ مجھے یہیں رہنا ہے مسفرہ کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ وہ اسے چھوڑ کر جانے کو تیار نہ تھا۔ کسی قیمت پر بھی نہیں۔

"شہزادے زوفنون۔۔۔۔۔۔ سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔۔۔۔ آپ یہاں نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔۔ میرے ساتھ واپس چلیں۔۔۔۔۔۔ سردار بہت غصہ ہیں۔۔۔۔۔۔ ادھر وہ اپنا کام کر رہا تھا اور ادھر مولوی

"تمہارا کھیل اب ختم۔۔۔۔۔ چھوڑ دو اس بچی کو ورنہ مرو گے"۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے اپنی مٹھی بند کر رکھی تھی اور مسلسل کچھ پڑھ کر پھونک رہے تھے اس پر۔

"تم لوگ غلط کر رہے ہو۔۔۔۔۔ میں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔ میں واپس آؤں گا۔۔۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں واپس آؤں گا۔۔۔۔۔ اور مسفرہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔۔۔۔۔ پر اگلی بار تم لوگ مجھے روک نہیں یاؤ گے۔۔۔۔۔ مسفرہ صرف میری ہے۔۔۔۔۔ صرف

میری "----- اسے ناچاہتے ہوئے بھی اس سے الگ ہونا پڑا تھا۔ مگر جاتے ہوئے وہ ان سے وعدہ کر کے گیا تھا کہ وہ آئے گا۔ مولوی صاحب نے اسے اسی کے ملک میں ہمیشہ کیلئے قید کر دیا تھا۔

ThE\_End

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

whatsapp No : 0316-7070977